حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ اور حاشیہ آثار السنن

مولوی محمد ذیشان صدیق
جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی

امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، جو چودھویں صدی ہجری میں زہد وتقویٰ، علوم کی جامعیت، گہرائی وگیرائی، فنون قدیمہ وجدیدہ کی معرفت میں متقدمین اہل علم کی زندہ وتابندہ مثال تھے، جو لوگ حضرت امام العصر کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور انہیں علوم انوری کو حاصل کرنے کا موقع ملا ان میں سے کوئی حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کا تعارف کیسے ہی بلند توصیفی کلمات سے کیوں نہ کرے دوسرے مستفیدینِ شاہ صاحب کے ہاں کما حقہ ثناء میں کمی کے عیب سے مبرا نہیں ہوسکتا، یہی وجہ ہے کہ حضرت والا کے بعض معاصرین وخوشہ چینوں کو یہ کہنا پڑا کہ **"لم تری العیون مثلہ ولا یریٰ مثلہ"** غرض یہ ہے کہ نہ تو حضرت کشمیری رحمہ اللہ کے محاسن کا احصاء راقم کی وسعت میں ہے اور نہ ہی اس مختصر مضمون میں اس کی گنجائش ہے۔ یہاں تو آثار السنن پر آپ کے تالیف کردہ حواشی مسمیٰ "الاتحاف لمذہب الاحناف" سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

حضرت علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے حواشی پر گفتگو سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تصنیف وتالیف سے موصوف کے رشتے کے متعلق شامی محدث شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمہ اللہ کا جامع بیان پیش کردیا جائے تاکہ حواشی کے بارے آئندہ ذکر کی جانے والی تفصیلات کو بآسانی سمجھا جاسکے، شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لم یعزم الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ان یؤلف رسالۃ او کتاباً تالیفا مقصوداً، وانما جل مؤلفاتہ امال اخذت عنہ او نصوص وتقییدات افردھا بعنوانٍ، ولوانہ عکف علی التالیف لسالت بطحاء العالم بعلومہ وتحقیقاتہ، ولا نارت انوارہ اللامعۃ ارجاء دنیا العلم علی سعتھا وکثرۃ اھل الفضل المتقدمین فیھا، وانما الف بدافع الضرورۃ الدینیۃ والخدمۃ الاسلامیۃ عدۃ رسائل۔

سنذكرها في عداد مؤلفاته .غير أنه كان من ريعان عمره عاكفا على جمع الأوابد وقيد الشوارد في برنامجته وتذكرته وكان بذل وسعه في حل المشكلات التي لم تنحل من أكابر المحققن قبله، وكان كلما سنح لخاطره الشريف شيء من حل تلك المعضلات احال اليه برمز الصفحة ان كان مطبوعاً...... وقد اجتمعت عنده في تذكرته ذخائر ونفائس زاخرة لحل كثير من المعضلات العلمية وألف رسائل في بعض مهمات الحديث الشريف من المسائل الخلافية بين المذاهب، ملتقطا لها من ذخائر تذكرته بإصرار وإلحاح من تلامذته وأصحابه ومستفيديه، ذبا عن حريم المذهب الحنفي، ودفعا لطعن الحساد والجاهلين .وهذه الرسائل المذهبية كانت دررا مبعثرة في تذكرته رتبها بعض ترتيب على شكل تأليف، ولهذا تراها مشحونة بالإحالة على الكتب من غير سرد لجميع عباراتها، ولو رتبت رسائله تلك على عادة مؤلفي العصر الحاضر أو على عادة المولعين بالبسط والتفصيل لصارت كل رسالة منها أضعاف ما هي عليه .(مقدمة التصريح بما تواتر في نزول المسیح، ص 27، 28، ناشر: جمعیت تحفظ ختم نبوت، پاکستان)

ترجمہ: حضرت شیخ (کشمیری) رحمہ اللہ نے کسی کتاب یا رسالہ کی تالیف از خود قصداً نہیں کی، آپ کی تمام مؤلفات یا تو امالی ہیں جو آپ سے منقول ہیں یا وہ عبارتیں وتنبیہات ہیں جسے خود حضرت شاہ صاحب نے کسی عنوان کے تحت جمع فرمایا ہے، اگر تالیف کتب کی جانب خصوصی توجہ فرماتے تو ارض عالم ان کے علوم وتحقیقات سے بہہ پڑتی، اور آپ کے انوارات دنیائے علم کو باوجود اپنی وسعت اور متقدمین اہل فضل کی کثرت کے منور بنا دیتے، البتہ گنے چنے چند رسائل دینی واسلامی ضرورت کے پیش نظر تصنیف فرمائے ہیں جن کا ہم آئندہ ان کی تصنیفات کے ذیل میں تذکرہ کریں گے۔

البتہ زمانہ شباب ہی سے حضرت رحمہ اللہ کا یہ معمول تھا کہ (دوران مطالعہ) جو بھی نادر وقیمتی بات سامنے آتی اسے اپنی خصوصی ڈائری میں درج فرما دیتے اور اس بات کی پوری کوشش رہتی کہ ان علمی مشکلات کا حل نکالا جائے جو کہ حضرت والا سے قبل اکابر محققین سے بھی حل نہ ہوئیں اور ان مشکلات کے حل کے سلسلہ میں جو توجیہ بھی ذہن میں آتی اسے قید تحریر میں لے آتے، اور اگر دوران مطالعہ کوئی اس قسم کی بات سامنے آجاتی تو اگر وہ کتاب مطبوعہ ہوتی تو صفحہ نمبر کے ساتھ اسے نقل فرما دیتے...... اس طرح حضرت رحمہ اللہ کی ڈائری میں بہت سی علمی مشکلات کو حل کرنے کے لئے نہایت قیمتی ذخیرہ جمع ہوگیا، اور حنفی مذہب کے دفاع اور حاسدین وجہلاء کے اعتراضات کے ازالے کیلئے بعض شاگردوں ومستفیدین کے شدید اصرار پر اپنی ذاتی ڈائری سے ان فوائد کو منتخب کر کے اہم اختلافی

فروعی مسائل کے بارے میں چند رسائل تالیف کئے، یہ قیمتی رسائل حضرت کی ڈائری میں بکھرے ہوئے موتیوں کی مانند تھے جسے آپ نے یکجا مرتب کرکے تالیف کی شکل دیدی، اسی وجہ سے آپ اس میں کتابوں کے حوالے بغیر پوری عبارت کے نقل کئے بکثرت پائیں گے اور اگر یہ رسائل عصر حاضر کے مؤلفین یا بسط وتفصیل کے دلدادوں کے مزاج کے موافق مرتب کئے جائیں تو ان میں سے ہر ایک موجودہ شکل سے کئی گنا بڑھ جائے۔

شیخ ابوغدہ کا مذکورہ بالا بیان جہاں حضرت کشمیری رحمہ اللہ کے تصنیف وتالیف کے ساتھ وابستگی کی خوب عکاسی کرتا ہے وہیں حضرت رحمہ اللہ کے رسائل وحواشی نادرہ کی قیمت وعظمت کو بھی واضح کرتا ہے، حقیقت یہی ہے کہ حضرت والا کے جملہ رسائل وتعلیقات گنجینۂ علوم ومعارف ہیں جو اپنے اختصار وجامعیت کی بناء پر معلومات و تحقیقات کا ایک ایسا بحر بیکراں ہیں جس سے کما حقہ استفادہ وہی مرد میداں کرسکے گا جو کہ ہر موضوع بحث میں مولف کے ساتھ علم کی اتھاہ گہرائیوں میں غوطہ زنی کی صلاحیت رکھتا ہو اور ہر اشارہ، کنایہ واجمال کو بآسانی سمجھ سکے جو مختصر وجامع کلام کا گویا ایک خاصہ لازمہ ہے۔

بہرحال موضوع سخن تو حضرت علامہ کے حواشی آثار السنن تھے جو اپنے گوناگوں امتیازات کی بناء پر آپ کے تمام حواشی وتعلیقات میں خاص مقام کا حامل ہے۔

حواشی آثار السنن ارباب علم وفن کی نگاہ میں:

1۔ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ حواشی آثار السنن کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

فلما طبع الكتاب اخذ الشيخ يطالعه، ويزيد عليه من ادلةٍ وابحاث وفوائد وغرر نقول مايساوى بعضها رحلة، ويقيدها على هامشه وطرره وبين اسطره بكل باب مايلائمه، وكُلّما مر عليه شيءٌ له صلة بالموضوع فى مطالعته قيده هناك اما بنقل عبارةٍ او برمزِ صفحةٍ مرقومةٍ ان كان الكتاب مطبوعاً، اونقل لفظه ان كان مخطوطاً، فتارةً بعبارةٍ وتارةً باشارةٍ، اوبدا له شيءٌ من تاييد وترديد قيده هناك، حتىٰ اصبحت صفحةُ الكتاب كالوشى الدقيق، فجاءت فيها نفائس من افكاره، وبدائع من غرر نقول بكل بابٍ، وكنت قد اشتغلت برهة بتخريج تلك الحوالات، واستخراج تلك العبارات بامره رحمه الله، فكانت صفحةٌ واحدةٌ من الكتاب تخريجه يملأ عدة اوراقٍ، وكان رحمه الله يتمنّىٰ ان لوطبع تلك التخريجات لنفعت اهل العلم۔

(ترجمہ:) ”جب کتاب (آثار السنن) کی طباعت مکمل ہوئی تو حضرت کشمیری رحمہ اللہ نے اس کا مطالعہ شروع کیا اور اس پر مزید دلائل، ابحاث، نکات، فوائد اور بہت سی قیمتی معلومات کا اضافہ کیا جن میں سے بعض کو اگر

سفر کر کے حاصل کیا جاتا تو بے جا نہ ہوتا، اور (آپ کا اسلوب یہ رہا) کہ ہر باب کے مناسب جو بھی مفید باتیں ہوتیں اسے کتاب کے حاشیہ، اوپر (یا نیچے)، بین السطور میں لکھ لیتے اور دوران مطالعہ موضوع سے متعلق جو بات بھی سامنے آتی چاہے وہ تائید کی صورت میں ہو یا تردید کی صورت میں تو اگر وہ کتاب مطبوع ہوتی تو عبارت لکھ کر یا فقط حوالہ بقید صفحہ لکھ لیتے، اور اگر وہ کتاب چھپی ہوئی نہ ہوتی تو الفاظ لکھنے کا اہتمام فرماتے کبھی صراحتاً اور کبھی اشارۃً، یہاں تک کہ اب صفحہ کتاب (خوبصورت) باریک نقش کی مانند معلوم ہوتا ہے اس طرح ان حواشی میں ان کی نفیس و عمدہ آراء اور ہر باب کے مناسب عمدہ و نادر معلومات جمع ہوگئیں۔ کچھ عرصہ حضرت رحمہ اللہ کے حکم سے ان عبارتوں وحوالوں کی تخریج میں مصروف رہا (حوالوں کی کثرت کی بناء پر) ایک ایک صفحہ کی تخریج کئی کئی اوراق پر محیط ہوتی۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ اگر ان حوالوں کی تخریج کر کے اسے شائع کیا جائے تو اس سے اہل علم کو خاطر خواہ نفع ہوگا۔''

2۔ شامی محدث شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ حضرت امام العصر رحمہ اللہ کی تالیفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الاتحاف لمذهب الاحناف :وهوحواش وتعليقات نافعة ماتعة جامعة علقها الشيخ الكشميري على كتاب" آثار السنن "لعصريه المحدث المحقق النيموي رحمهما الله تعالىٰ،ولقد احسن "المجلس العلمي"صنعا بتصوير نسخة الشيخ من كتاب "آثار السنن"المطبوعة فى مجلدين التى ملاء الشيخ بخطه الجميل حواشيها وبياضاتهاالتى بين السطور علماثميناًواحالات كثيرة غنية بالتحقيق ، وقد سميت هذه التعليقات والحواشي عند ماصورت بعد وفاته "الاتحاف لمذهب الاحناف"......قلت تخريج حوالاتهاوتبويبها وتنسيقهادين ثقيل فى عنق اصحاب الشيخ وتلامذته الافاضل ،لاتبرأ ذمتهم الابانجازه (مقدمۃ التصریح، ص:۳۰،۳۱)

ترجمہ: ''الاتحاف لمذہب الاحناف: یہ نہایت مفید و جامع تعلیقات ہیں جو کہ حضرت کشمیری رحمہ اللہ نے اپنے ہم عصر محدث، محقق نیموی رحمہ اللہ کی کتاب آثار السنن پر تحریر کئے ہیں مجلس علمی نے حضرت شیخ کے آثار السنن کے دو جلدوں میں مطبوعہ نسخہ کا فوٹو کرا کے اچھا (اور مفید) کام کیا ہے جسے آپ نے بین السطور حواشی لکھ کر قابل قدر و محقق معلومات اور بہت سے حوالوں سے بھر دیا ہے اور حضرت کی وفات کے بعد ان حواشی و تعلیقات کا جب فوٹو لیا گیا تو ''الاتحاف لمذہب الاحناف'' نام رکھا گیا...... میں کہتا ہوں اس کے حوالوں کی تخریج اور اس کی تبویب و تنسیق کا کام حضرت شیخ رحمہ اللہ کے تلامذہ کی گردنوں میں ایک بھاری قرض ہے جس کی ادائیگی کے سوا وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

حواشی آثار السنن میں حضرت کشمیری کا اسلوب:

سابقہ عنوان کے تحت حضرت بنوری رحمہ اللہ کے بیان سے ان حواشی کے طرز و اسلوب کی بھی کافی راہنمائی ملتی ہے، مزید وضاحت کیلئے عرض ہے:

1۔ حضرت امام کشمیری رحمہ اللہ نے اپنی تعلیقات میں علامہ نیموی رحمہ اللہ کے مذاق کو ملحوظ رکھا ہے اور انہیں معلومات کا اضافہ کیا ہے جو مؤلف نیموی رحمہ اللہ کے طرز و اسلوب کے موافق تھیں، چنانچہ استاذ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ اپنے وقیع مقالے بعنوان "امام العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری" میں رقم طراز ہیں:

''یہاں یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات اور اضافہ معلومات کا دائرہ محدث نیموی کے مذاق تک محدود رہا ہے، موصوف نے متون حدیث، اسناد رجال اور جرح وتعدیل سے متعلق وہی تحقیقات پیش کی ہیں جو محدث نیموی کے مذاق کے مطابق تھیں، فقہ حدیث کی بحثیں، حقائق، معارف، اسرار بلاغت اور توجیہات حدیث سے بہت ہی کم اعتناء کیا ہے، پھر بھی یہ اضافہ اصل سے دو گنا تگنا ہو گیا ہے۔''

2...... شیخ ابوغدہ رحمہ اللہ کے بیان میں یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت کشمیری رحمہ اللہ نے تصنیف وتالیف کو مستقل مشغلہ نہیں بنایا بلکہ دوران مطالعہ جو قیمتی بات سامنے آتی اسے اپنے پاس محفوظ کر لیا پھر شاگردوں کے اصرار پر ان میں سے کچھ محفوظات کو کسی خاص عنوان کے تحت جمع بھی فرمایا مگر ان میں بھی حضرت رحمہ اللہ کا طرز و اسلوب یہ رہتا کہ زیر بحث موضوع سے متعلق بکثرت حوالہ جات پیش کرتے اور محولہ مقامات کی عبارات کو پیش کرنے کا اہتمام کچھ زیادہ نہ ہوتا، اس کی وجہ چاہے اختصار کا ملحوظ رکھنا ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور بات پیش نظر ہو بہر حال اس طرز عمل سے نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت والا کی تالیفات سے دو قسم کے افراد ہی صحیح مستفید ہو سکیں گے (۱) وہ شخص جو حضرت امام العصر کی مانند جامع علوم وفنون ہو کہ اس کے ہاں بھی محولہ مقامات کی عبارات موصوف کی طرح مستحضر ہوں اور ہر اشارہ، کنایہ و اجمال کو بخوبی سمجھ سکتا ہو ایسا شخص تو کما حقہ فائدہ اٹھائے گا۔ (۲) وہ شخص جو دوران مطالعہ محولہ مقامات کو خود ساتھ ساتھ دیکھتا رہے یہ اگر چہ کما حقہ مستفید تو نہ ہوگا، لیکن اکثر کلام کو سمجھنے میں آسانی پائے گا، یہی حال حواشی آثار السنن کا بھی ہے کہ ان سے بھی صحیح استفادہ کی یہی صورت ہے۔

3...... علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے حواشی میں ایک خصوصی عنصر آپ کے تعقبات ہیں جو کہ مختلف ابواب میں بجا ائمہ فن کی تحقیقات سے متعلق ہیں، جن میں فقط ابواب الوتر سے ابواب الجنائز تک تعقبات کی تعداد ۱۹ ہے جن

میں اکثر حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی تحقیقات پر ہیں۔

4...... ایک طرف تو علم و تحقیق کا یہ عالم ہے دوسری جانب علمی دیانت اس قدر ملحوظ ہے کہ اگر کسی راوی یا روایت یا کسی صاحب فن کی بات کا سراغ نہ ملا تو اس کا اظہار کرنے میں بھی کچھ عار مانع نہ ہوا، ان حواشی میں ابواب الوتر سے ابواب الجنائز تک ایسی جگہیں جہاں حضرت امام العصر نے کسی بات کے نہ ملنے کا تذکرہ کیا ۲۳ ہیں، جن میں سے اکثر کا تعلق انہیں سابقہ تین باتوں سے ہے۔

5...... حضرت علامہ کے یہ حواشی اگرچہ حنفی مستدلات کی جامع ومختصر کتاب آثار السنن سے متعلق ہیں، مگر حوالہ جات کے دیکھنے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کے مراجع و مآخذ صرف علوم حدیث تک محدود نہیں بلکہ کتب صرف، نحو، لغت، فقہ ائمہ اربعہ، تفسیر، اصول تفسیر کے حوالے بھی بکثرت اسمیں موجود ہیں۔

6...... ہر فن کی کتب میں سے اگر امہات کتب میسر ہوں تو ان کا حوالہ دیتے ہیں اگر کسی وجہ سے امہات تک رسائی نہ ہوئی تو ثانوی کتب کا حوالہ بھی ذکر کر دیتے ہیں اور کہیں کسی ضرورت کے تحت امہات کتب کے ہوتے ہوئے بھی ثانوی کتب کا حوالہ پیش کر دیتے ہیں۔

7...... کتاب کا موضوع چونکہ علوم حدیث سے متعلق ہے اسلئے اس موضوع سے متعلقہ حوالہ جات کے بارے قدرے تفصیل عرض کرنا نامناسب نہ ہوگا۔

۱...... کتب حدیث میں صحاح ستہ کے علاوہ مؤطا مالک ومحمد، سنن دارمی، معجم صغیر طبرانی، مسند بزار، کتاب الآثار، مسند احمد، سنن دارقطنی، الادب المفرد، شرح معانی الآثار، مصنف ابن ابی شیبہ، مراسیل ابی داود، مسند ابی داود طیالسی، سنن کبریٰ للبیہقی، مستدرک حاکم، مجمع الزوائد، کنز العمال، منتخب کنز العمال اور دیگر بہت سی کتب حدیث کے حوالے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ بالا کتب کے نام ہی محدث کشمیری رحمہ اللہ کے متون حدیث سے گہری وابستگی کے شاہد عدل ہیں۔

۲...... کتب تخریج میں سے عموما نصب الرایہ اور التلخیص الحبیر کا حوالہ نقل کرتے ہیں اور کہیں الدرایہ فی تخریج احادیث الہدایہ بھی پیش نظر رہتی ہے۔

۳...... شروحات حدیث میں سے اکثر فتح الباری، عمدۃ القاری، عارضۃ الاحوذی، المنتقی شرح المؤطا للباجی، شرح الزرقانی علی المؤطا، نیل الاوطار، اور کہیں ارشاد الساری، مرقاۃ الصعود للسیوطی، اکمال المعلم شرح مسلم، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، لمعات التنقیح کا بھی ذکر ملتا ہے۔

۴...... غریب الحدیث میں زیادہ تر اعتماد ابن الاثیر رحمہ اللہ کی النہایہ پر ہی رہتا ہے اس کے علاوہ اس

باب میں کتب لغات جن میں بسا اوقات تاج العروس شرح القاموس، اور کبھی المزہر وغیرہ کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

۵.....کتب رجال میں حضرت رحمہ اللہ کے حوالہ جات پر گفتگو سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان پاک و ہند کے رجال کا اس علم سے اعتناء کس قدر رہا ہے اس کے متعلق کچھ عرض کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

ہندو پاک میں خصوصا قرون متاخرہ میں علوم حدیث کے بڑے رجال کار پیدا ہوئے، جنہوں نے امہات کتب حدیث کی اعلیٰ پیمانے پر خدمات انجام دیں، جن میں خاص طور پر شروحات حدیث وحواشی تو ایسے لکھ ڈالے کہ حدیث کی توجیہ وتاویل میں متاخرین تو کجا متقدمین میں بھی خال خال ہی اس کی مثال نظر آتی ہے۔

لیکن دوسری طرف علم رجال سے اس کرہ کی بے اعتنائی بھی کچھ پوشیدہ نہیں معدودے چند افراد کے علاوہ اس موضوع سے بحث کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا، انہیں خاصان خدا میں حضرت شاہ صاحب کی ذات گرامی بھی ہے، جنہیں علوم حدیث کی دیگر شاخوں کی طرح اس علم میں بھی کامل دستگاہ حاصل تھی۔

حواشی آثار السنن میں علم رجال سے متعلق حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے درج کردہ حوالوں کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں۔

ا.....پہلی قسم میں وہ حوالہ جات شامل ہیں جن میں موصوف علم رجال کی کسی کتاب کا حوالہ ذکر فرمائیں، ان میں عام طور پر التاریخ الصغیر للبخاری، الثقات لابن حبان، تذکرۃ الحفاظ، میزان الاعتدال، لسان المیزان، تعجیل المنفعہ، تہذیب التہذیب سے اعتناء رہتا ہے اور کہیں طبقات ابن سعد، طبقات الشافعیہ، تقریب التہذیب وغیرہ سے بھی حوالہ رقم فرمادیتے ہیں۔

۲.....دوسری قسم میں وہ حوالہ جات شامل ہیں جو رجال کی کسی کتاب کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اگر ان کو استنباط واستخراج سے تعبیر کیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

اس کی مزید وضاحت کیلئے یوں سمجھئے کہ کسی معین راوی کی توثیق کیلئے کبھی تو یوں فرماتے ہیں کہ اس راوی سے صحیح البخاری یا صحیح مسلم میں فلاں فلاں روایت فلاں فلاں صفحہ پر درج ہے جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ چونکہ صحیحین کی صحت بالاتفاق تسلیم کی جاتی ہے اس لئے کسی راوی کا ان میں ہونا گویا اعلیٰ درجہ کی توثیق وتعدیل ہے۔

اور کبھی یہ انداز ہوتا ہے کہ مثلا امام ترمذی کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس راوی کی روایت کی تصحیح یا تحسین فرمائی ہے۔ اور گاہے شروحات حدیث میں مذکور کسی امام فن کی اس راوی سے منقول روایت کی تصحیح یا تحسین کا حوالہ درج فرماتے ہیں۔

8...... اصول حدیث میں فتح المغیث بشرح الفیۃ الحدیث اور تدریب الراوی کا اہتمام زیادہ رہتا ہے۔

9......اجزاء حدیثیہ میں جزء رفع الیدین، جزء القراءۃ خلف الامام للبخاری، القول البدیع للسخاوی، رسالۃ الاہدل فی الدعاء کے حوالے لحظہ بلحظہ نقل فرماتے ہیں۔

10......حواشی میں حاشیہ دارقطنی مؤلفہ مولانا شمس الحق عظیم آبادی، التعلیق الممجد، حاشیہ حصن حصین مؤلفہ علامہ لکھنوی، کے حوالے جابجا ذکر فرماتے ہیں۔

11......راویان حدیث کی کنیتوں سے متعلقہ کتب میں الکنی والاسماء للدولابی کا اکثر تذکرہ ملتا ہے۔

12......تراجم صحابہ میں اسد الغابہ اور الاصابہ سے زیادہ اعتناء رہتا ہے۔

سطور بالا میں اپنے تئیں ان حواشی کی قدر و قیمت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے، یہ سطور اگرچہ ان کی اہمیت واضح کرنے کیلئے کافی نہیں ہیں، ان حواشی کیلئے یہی کافی ہے کہ ان کی نسبت جس امام ہمام کی ذات گرامی سے ہے وہ اپنے کلام وتحقیقات کی قدر ومنزلت کو جہانِ علم وتحقیق میں منوا چکے ہیں، اس کیلئے ہم ایسے طالب علموں کی مو شگافیوں کی چنداں ضرورت نہیں۔

بہرحال ان حواشی کی قیمت وعظمت اپنی جگہ مگر اس کے باوجود آج تک یہ گنجینہ علوم وتحقیقات زاویہ خمول میں ہیں، مادر علمی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کی مجلس تعلیمی نے حضرت امام العصر کے اس علمی قرض سے سبکدوش ہونے کا فیصلہ کیا ہے دُعا ہے کہ اللہ تعالی اس عظیم علمی ودینی تحقیقی خدمت کے ارادے میں جامعہ کی مدد فرمائے جس سے ایک طرف تو علم حدیث کی گراں قدر خدمت ہوگی اور دوسری طرف حنفی مذہب کے برگ وبار کی نئی تحقیقات کے ساتھ آبیاری ہوگی۔

☆☆☆